سوال

رضامندی کے ساتھ بیوی سے طویل عرصہ تک تعلقات منقطع رکھے ہیں کیا بیوی طلاق کا مطالبہ نہ کرکے گنہگار ہوئی ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اوردوروو سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعدازاں :

اول :

شریعت اسلامیہ نے آدمی پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ اپنے خاندان اور گھر والوں کا خیال رکھے اوران کی نگرانی کرے، اس لیے آدمی پر اپنے گھر کے واجبات کو پورا کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے

اس ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ وہ ہر وقت موجود ہوتا کہ وہ ہر چیز پر اطلاع حاصل کرتے ہوئے سب غلطیوں کا علاج کرسکے، اوراپنی اولاد کی راہنمائی کرے، کیونکہ وہ اس گھر کی حفاظت کرنے والا اوراس کی بنیاد و سہارا ہے

مرد کا اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنا اوراس سے تجاہل برتنے کے باعث عورت پر ظلم ہوسکتا ہے، اورپھر حدیث قدسی میں اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

"اے میرے بندوں یقینا میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اوراسے تمہارے مابین آپس میں ظلم کرنے کو بھی قرار دے دیا ہے اس لیے تم آپس میں ظلم مت کرو"

اس کی بنا پر خاندان اور گھر تباہی کی طرف جاسکتا ہے بلکہ اس علیحدگی اور تفریق کی بنا پر مرد و عورت میں بہت زیادہ خرابی بھی پیدا ہوسکتی ہے، اوراس سے آگے بڑھ کر خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک خفیہ طور پر اپنا دوست اور عاشق و معشوق بنا سکتا ہے، کیونکہ شیطان اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کمزوری کا فائدہ اٹھائیگا اوراسے گمراہی کی راہ پر لے جائیگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"شیطان انسان میں اس طرح سرایت کرجاتا ہے جس طرح انسان میں خون سرایت کیے ہوئے ہے"

اس ظلم پر مستزاد یہ بھی کہ اس طرح تو آپ کی اولاد پر بھی ظلم ہوگا، اوران پر جو کمی و کوتاہی واقع ہوگی جس کی بنا پر عورت کی جدوجہد بڑھ کر اسے والد اور والدہ دونوں کی ذمہ داری ادا کرنا پڑیگی، اوراکثر طور پر عورت کےلیے ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا

ہم سب کو خاندان میں باپ کی ذمہ داری کا علم ہے اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے تو پھر کیا خرابیاں پیدا ہونگی یہ کسی سے مخفی نہیں، اورپھر اس ذمہ داری کی عدم موجودگی میں بچوں کی تربیت کیسے ہوگی، اور والد کے دور رہنے کی وجہ سے وہ کس طرح کی دیکھ بھال پاسکیں گے

اس طرح وہ بچے اپنے والد کو ناپسند کرنے لگیں گے، کیونکہ ان کے والد نے انہیں چھوڑ دیا اوران کی دیکھ بھال ویسی نہ کی جیسی کرنی چاہیے تھی

دوم :

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ نہ چل سکتا ہو اوراپنی زندگی بسر نہ کرسکے، تو اس حالت میں خاوند کےلیے مشروع ہے کہ یا تو وہ بیوی کو اچھے طریقہ سے اپنے نکاح میں

رکھے، اوریا پھر اچھے طریقہ سے اسے چھوڑ دے اوریہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بیوی کوشدیدناپسند کرنے کی بنا پر اچھے طریقہ سےاپنے ساتھ نہ رکھ سکتا ہویا پھر کسی اور سبب کے باعث تو اس حالت میں صرف یہی ہے کہ وہ بیوی کواچھے طریقہ سے علیحدہ کردے، اوراسے اچھے طریقہ سے طلاق دے کراسے اس کے پورے حقوق ادا کرکے فارغ کردے

اوریہ بھی ہوسکتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوکہ وہ اسے بیوی بنا کر رکھے، اورخاوند سے کہے کہ تم مجھےاپنے ساتھ ہی رکھولیکن میں اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہوجاتی ہوں، مثلا باری کی تقسیم یعنی بیوی کا حق ہے کہ وہ اس کے ہاں بھی رات بسر کرے اور نفقہ واخراجات سے بھی دستبردار ہوجاتی ہوں

تواس حالت میں خاوند کواپنی بیوی کا مطالبہ قبول کرتے ہوئے اسےاپنے نکاح میں ہی رکھنا چاہیے، کیونکہ اس سے اس کی دلجوئی ہوگی اوروہ اپنے ساتھ حسن معاشرت کو نہیں بھولے گی خاص کرخاوند کویہ تسلیم کرنے میں کوئی نقصان وضرر بھی نہیں ہے

اس جیسے معاملہ میں ہی اللہ سبحانہ وتعالی نے درج ذیل فرمان نازل فرمایا :

اوراگر کسی عورت کواپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، اور صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ولالچ ہر ہر نفس میں شامل کردی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرواور پرہیزگاری کرو تو تم جو کچھ کررہے ہو اس پر اللہ تعالی پوری طرح خبردار ہے النساء (128).

امام بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس طرح کی حالت کے بارہ میں ہی نازل ہوئی ہے :

ان کا بیان ہے :

اوراگر عورت کواپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو.

یہ وہ عورت ہے جو اسے طلاق دینا چاہتا ہو اوراسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے تو یہ عورت اسے کہے : تم مجھے رکھو اور طلاق مت دو، اور میرے علاوہ کسی اور عورت سے بھی شادی کرلو، تم نہ تو مجھے نان ونفقہ دو اور نہ ہی میری باری تقسیم کرو

تو اللہ تعالی کا یہی فرمان ہے :

ان دونوں پر صلح کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اور صلح کرنا بہتر ہے.

صحیح بخاری حدیث نمبر (4910) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021).

خلاصہ یہ ہوا کہ :

آدمی کے لیے اتنی طویل مدت تک اپنی بیوی کوچھوڑے اور علیحدہ رکھنا حلال نہیں، اگر عورت حق پر ہے تو اسے اپنا معاملہ اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور نقصان وضرر سے بچنے کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا چاہیے

اوراگر وہ صبر وتحمل اختیار کرتی ہے کہ اللہ تعالی اس کے خاوند کوہدایت نصیب فرمائے اور وہ بیوی پر ظلم کرنے سے باز آجائے تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں بیوی کو کسی فتنے کا سامنا نہ ہو کہ وہ خاوند سے دور رہ کر فتنہ کا شکار ہوجائے

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے اوران کی راہنمائی کرے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

36818